سوال

(62) دوران نماز قرآنی آیات کا جواب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوران نماز آیت رحمت پڑھتے تو اللہ تعالی سے جنت کا سوال کرتے اور جب آیت عذاب پڑھتے تو جہنم سے پناہ مانگتے، کیا اس حدیث کے پیش نظر ہم پر ضروری ہے کہ بعض قرآنی آیات کا جواب دیں جیسا کہ ہمارے ہاں نماز باجماعت میں امام جب سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتا ہے تو مقتدی باآواز بلند سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہیں، اسی طرح کچھ دیگر آیات کا بھی مقتدی حضرات جواب دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب تحریر کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو معمول بیان ہوا ہے اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ دوران قرأت جب آپ تسبیح پر مشتمل آیات تلاوت کرتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور جب کبھی سوال کی آیت سے گزرتے تو رحمت کا سوال کرتے، اسی طرح جب کبھی تعوذ پر مشتمل آیات پڑھتے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔'' [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول اگرچہ صلوۃ اللیل سے متعلق ہے تاہم محدثین کرام نے اسے عام رکھا ہے یعنی جب کوئی ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں اللہ کی تسبیح یا پناہ یا سوال کا ذکر ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اس وقت اللہ کی تسبیح کرے، اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ نیز دینی اور دنیوی ضرر، نقصان اور خسران سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے۔ دوران قرأت یہ ایک عام ہدایت ہے جس کا ہمیں خیال رکھنا چاہیے۔

یہ بھی واضح رہے کہ یہ ہدایت صرف قاری یعنی پڑھنے والے کے لیے ہے، سننے والے کے لیے نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع صرف اس معنی میں تمام افرادِ امت کے لیے عام ہے جب فرد کی حالت بھی وہی ہو جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام سر انجام دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول کا مشاہدہ کیا اور بیان کر دیا۔ یہ کسی روایت میں نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی آیات سن کر انھوں نے خود تسبیح یا سوال کیا ہو یا اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی ہو۔ اس تمہید کی بعد ہم اصل سوال کی طرف آتے ہیں کہ ہمارے ہاں نماز باجماعت میں جب امام سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتا ہے تو مقتدی بلند آواز سے سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نماز اور غیر نماز میں آیات کا جواب دینا ثابت ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہتے تھے۔ [2]

یہ تسبیح پر مشتمل آیت پڑھنے کے بعد تسبیح بیان کرنے کا عملی نمونہ ہے لیکن یہ حدیث صرف قاری کے لیے ہے، اس سے مقتدی یا سامع کا جواب دیناثابت نہیں ہوتا، اس لیے مقتدی کے لیے بہتر ہے کہ وہ جواب دینے سے اجتناب کرے۔ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام ابوداؤد لکھتے ہیں: ''اس حدیث کے بیان کرنے میں حضرت وکیع کی دوسرے طرق سے مخالفت کی گئی ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابو وکیع بن جراح اور ضرت شعبہ، ابواسحاق سے بیان کرتے ہیں تو اسے مرفوع کے بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بیان کرتے ہیں۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے۔ اس کے علاوہ حضرت معمر نے بھی حضرت وکیع کی مخالفت کرتے ہوئے اسے موقوف ہی بیان کیا ہے۔[3]

لیکن حضرت وکیع چونکہ ثقہ راوی ہیں، اس لیے ان کا مرفوع بیان کرنا ایک اضافہ ہے جسے محدثین کے اصول کے مطابق قبول کیا جانا چاہیے، اس لیے یہ روایت مرفوع ہوگی۔ حاکم نے یہ روایت اسی سند سے بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: ''یہ حدیث شیخین (بخاری ومسلم) کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔[4]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ میں اسے برقرار رکھا ہے۔ (تلخیص المستدرک حوالہ مذکور) اگر یہ رویت موقوف بھی ہو، تو بھی اسے مرفوع کا حکم دیا جائے گا کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ آیات کا جواب دینے کا یہ عمل صرف قاری یعنی پڑھنے والے کے لیے ہے خواہ دوران نماز ہو یا اس کے علاوہ خارج از نماز یہ عمل سامع اور مقتدی کے لیے نہیں ہے جیسا کہ ہمارے ہاں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ متعدد صحابہ کرام اس حدیث پر عمل پیرا ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت میں ہے کہ انھوں نے جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ کے جواب میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا۔[5]

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی وضاحت ہے کہ انھوں نے دوران نماز ''سبح اسم ربک الاعلیٰ'' کے جواب میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہا۔[6]

ان احادیث و آثار کے پیش نظر اگر کوئی نماز میں ''سبح اسم ربک الاعلیٰ'' پڑھتا ہے تو اسے جواب میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نمونہ ہے اور متعدد صحابہ کرام نے اس نمونے کو اختیار کیا ہے مگر اسے مقتدیوں کے لیے جواب دینے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث بیان کی جاتی ہے جس سے مقتدی حضرات کا جواب دیناثابت کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرام کے سامنے سورۃ ''الرحمٰن'' تلاوت فرمائی۔ صحابہ کرام ہمہ تن گوش ہو کر اسے سنتے رہے، آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ سورت جنوں کے سامنے پڑھی تھی تو وہ جواب دینے میں تم سے بڑھ کرتھے میں جب بھی ''فبای آلاء ربکما تکذبان'' پڑھتا تو وہ جواب میں ''لابشی من نعمک ربنا نکذبک ولک الحمد'' کہتے ہیں۔[7]

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد طرق کی بنا پر اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (مشکوٰۃ تحقیق الالبانی)

لیکن اس میں یہ صراحت نہیں کہ جنوں کا جواب دینا دوران نماز تھا بلکہ قرائن ایسے ملتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت نماز کے علاوہ کسی اور وقت تلاوت کی تھی کیونکہ صرف جنوں کی جماعت کرانا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے۔

ہمارے ہاں عام طور پر سورۃ الغاشیہ کے اختتام پر ''اللھم حاسبنی حسابا یسیرا'' کے الفاظ بطور جواب امام اور مقتدی دونوں کی طرف سے باآواز بلند کہے جاتے ہیں حالانکہ کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الغاشیہ کے اختتام پر یہ کلمات کہے ہوں۔ البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک بیان کتب حدیث میں موجود ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کسی نماز میں یہ کہتے ہوئے سنا: ''اللھم حاسبنی حسابا یسیرا''۔[8]

لیکن اس دعا کا تعلق سورۃ الغاشیہ کے اختتام سے نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات بطور جواب کہے ہوں بلکہ آپ تو ان کلمات کو بطور دعا پڑھتے تھے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس دعا کو تشہد میں سلام سے پہلے پڑھا جا سکتا ہے۔ انھوں نے اس دعا کو ان دعاؤں میں ذکر کیا ہے جو بوقت تشہد قبل از سلام پڑھی جاتی ہیں۔[9]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''سبح اسم ربک الاعلیٰ'' کی تلاوت کے وقت صرف امام کو ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنے کی اجازت ہے کیونکہ یہ عمل متعدد صحابہ کرام سے ثابت ہے کہ جب وہ اس

آیت کی تلاوت کرتے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہتے تھے لیکن سورۃ الغاشیہ کے اختتام پر ''اللھم حاسبنی حسابا یسیرا'' جیسے کلمات سے جواب دینا انتہائی محل نظر ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] صحیح مسلم، صلوۃ المسافرین: ۱۸۱۴۔

[2] ابوداؤد، الصلوۃ: ۸۸۳۔

[3] مصنف عبدالرزاق، ص ۴۵۲، ج ۲۔

[4] مستدرک حاکم: ص ۲۶۷، ج ۱)

[5] سنن بیہقی، ص ۳۱۱، ج ۲۔

[6] بیہقی: ص ۳۱۱، ج ۲۔

[7] سنن ترمذی، التفسیر: ۳۲۹۱۔

[8] مسند امام احمد، ص ۴۸، ج ۶۔

[9] صفۃ الصلوۃ ۲۰۱۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:91

محدث فتویٰ